فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز فجر کو روشنی میں پڑھنے پر صحابہ کا اجماع تھا؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز فجر اندھیرے میں پڑھتے تھے، روشنی میں پڑھنا کسی صحابی سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو۔

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَيْءٍ مَا أَجْمَعَ عَلٰی تَنْوِيرِ بِالْفَجْرِ .

''اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسئلہ پر اتنا اتفاق نہیں کیا، جتنا فجر کو روشن کرنے پر کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :322/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :193/1)

سند ضعیف ہے۔ سفیان ثوری اور حماد بن ابی سلیمان دونوں مدلس ہیں، انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۱۹۳) کی سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: ظہر کا ابتدائی اور انتہائی وقت کیا ہے؟

جواب: امت کا اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

''اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔''

(الإجماع : 36)

نیز دیکھیں: (الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢،٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر : ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

❁ **سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ......

''سورج ڈھل جائے، تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔''

(صحيح مسلم : 612)

❁ **سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا:**

أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ .

''زوال کے وقت ظہر کی نماز ادا کریں۔''

(موطأ الإمام مالك : 7/1، وسندہٗ صحيحٌ)

ظہر کا آخری وقت:

ظہر کا وقت ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

❁ **سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ .

''ظہر کا آغاز سورج ڈھلنے سے ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے، جب سایہ قد کے برابر جب ہو جائے، مطلب جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو۔''

(صحیح مسلم : 612)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

''امام شافعی رحمہ اللہ کی بات درست ہے، اسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں، جس میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس کا مضمون کچھ یوں ہے: ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: سستی و کاہلی وہ ہے، جو اگلی نماز کا وقت آنے تک نماز ادا نہ کرلے۔ اس مسئلہ میں ایک چوتھا قول بھی ہے کہ عصر کا اول وقت اس سے ہوتا ہے، جب سایہ دو مثل ہو جائے اور اس سے پہلے نماز ادا کرنے والے کی نماز ادا نہیں ہوگی، یہ نعمان بن ثابت کا قول ہے، جو سراسر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے۔ درحقیقت حدیث کا یہ معنی نہیں ہے۔ ہمارے مطابق تو ان سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی اور ان کے شاگردوں نے بھی اس بات کو تسلیم نہ کیا، لہٰذا ان کا قول میدانِ فقہ میں اکیلا ہی رہ گیا، بالکل بے معنی۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والاختلاف : 30/2)

❀ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''مثلین پر ظہر کا وقت ہونے کے سلسلہ میں عموماً احناف کی طرف سے تین دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی حدیث بھی اوقات کی تحدید پر صریح نہیں ہے، اس کے برخلاف حدیث جبریل میں صراحتاً پہلے دن کو مثل اول پر پڑھنے کا ذکر موجود ہے، اس لیے یہ حدیثیں حدیثِ جبریل کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، اس لیے بعض حنفیہ نے مثل اول

والی روایت کولیا ہے، کمافی الدرر، اور بعض حنفیہ نے وقت مہمل کو ترجیح دی ہے۔''

(درس ترمذي :96/1)

✿ جناب محمد بن علی نیموی کہتے ہیں:

''مجھے کوئی حدیث صریح، صحیح یا ضعیف نہیں ملی، جو اس پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت سایہ کے دو مثل ہونے تک ہے۔''

(آثار السّنن، مترجم، ص 28، ح : 199)

ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: اگر نماز عصر نہ پڑھی ہو اور سورج بالکل غروب ہونے والا ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسی وقت نماز پڑھ لینی چاہیے۔

سوال: کیا نماز ظہر موسم گرما اور موسم سرما میں ایک ہی وقت ادا کرنی چاہیے؟

جواب: موسم گرما میں زوال آفتاب سے کچھ تاخیر کرنی چاہیے۔

سوال: نماز عشاء کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: نماز عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے۔ بلا عذر نصف رات سے تاخیر درست نہیں۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ وَقْتَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ يَدْخُلُ بِغَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ، وَالْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ مَشْهُورَةٌ بِذٰلِكَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز عشا کا وقت شفق (سرخی) غائب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے، اس پر صحیح اور مشہور احادیث ہیں۔''

(تهذیب الأسماء واللّغات : 3/165)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی کَرَاهَةِ تَأْخِیرِهَا عَنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ .

''امت کا اتفاق ہے کہ عشاء کو مختار وقت سے (بلا عذر) مؤخر کرنا مکروہ ہے۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهِدایة :1/466)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰی ابْهَارَّ اللَّیْلُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر سے نماز پڑھائی، یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی۔''

(صحیح البخاري : 565، صحیح مسلم :641)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِیفِ وَسَقَمُ السَّقِیمِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ .

''اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا احساس نہ ہوتا، تو میں نماز عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔''

(سنن أبي داود : 422، سنن النّسائي : 539، سنن ابن ماجه : 693، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۴۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ یُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ أَوْ نِصْفِهٖ .

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا، تو انہیں نمازِ عشاء کو تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

(سنن التّرمذي : 167، سنن ابن ماجه : 691، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: نمازِ عشاء سے پہلے سونا کیسا ہے؟

جواب: نمازِ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد غیر ضروری باتیں کرنا درست نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (بخاری: ۵۶۸، مسلم: ۶۴۷)

سوال: کیا افطاری کی وجہ سے نمازِ مغرب میں کچھ تاخیر کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا نمازِ مغرب میں لمبی قرأت کر سکتے ہیں؟

جواب: کبھی کبھار مغرب کی نماز میں لمبی قرأت کی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک بار نمازِ مغرب میں سورطور کی تلاوت فرمائی۔ (بخاری: ۷۶۵، مسلم: ۴۶۳)

سوال: نمازِ عصر کا مختار وقت کیا ہے؟

جواب: نمازِ عصر کا مختار وقت ایک مثل سایہ سے شروع ہو جاتا ہے اور دو مثل سایہ پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ..... ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ....

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بیت اللہ کے قریب دو مرتبہ نماز پڑھائی...... پھر نمازِ عصر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا...''

(مسند الإمام أحمد : ۳۳۳/۱، ۳٥٤، مسند عبد بن حميد : ۷۰۳، سنن أبي داود : ۳۹۳، سنن التّرمذي : ١٤٩، سنن الدّارقطني : ۲٥٨/۱، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ۱۹۳/۱، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

مُقْتَضَاهُ أَنْ يَّقُولَ هُنَا بِكَرَاهَةِ تَأْخِيرِ الْعَصْرِ إِلٰى مَا بَعْدَ صَيْرُورَةِ ظِلِّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ .

''اجماع امت کا تقاضا ہے کہ نماز عصر کو دو مثل سائے تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية :467/1)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ العَصْرِ، وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَظْهَرِ الفَيْءُ بَعْدُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر ادا فرماتے، جب کہ دھوپ میرے گھر کے صحن میں پڑتی اور ابھی تک سایہ نظر نہیں آیا ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : ٥٤٦، صحيح مسلم : ٦١١)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى العَوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر ادا فرماتے، سورج ابھی بلند اور روشن ہوتا، جانے

والا مدینہ کے دور دراز علاقے میں جاتا، وہاں پہنچتا، تو سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : ٥٥٠، صحيح مسلم : ٦٢١)

❁ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ، فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ، ثُمَّ تُطْبَخُ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ .

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز عصر ادا کرتے، پھر اونٹ ذبح کیے جاتے۔ گوشت دس حصوں میں تقسیم ہوتا، پکایا جاتا اور غروب آفتاب سے پہلے پہلے ہم وہ گوشت کھا لیتے تھے۔“

(صحيح البخاري : ٢٤٨٥، صحيح مسلم : ٦٢٥)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلٰى قُبَاءٍ، فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

”ہم عصر ادا کرتے، پھر جانے والا قبا بستی جاتا، اس کے وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : ٥٥١، صحيح مسلم : ٦٢١)

❁ نیز بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ .

''رسول اللہ ﷺ نماز عصر ادا فرماتے، سورج ابھی صاف چمکدار ہوتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٣/٣١، ١٦٩، ١٨٤، ٢٣٢، وسندهٗ حسنٌ)

اس کے علاوہ بھی کئی دلائل ہیں۔

سوال: نماز مغرب کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

جواب: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا پنجگانہ نماز کے اوقات کا ذکر قرآن میں ہے؟

جواب: جی ہاں، اس کا اشارہ قرآن میں موجود ہے۔ (سورت ھود:۱۱۴)

سوال: اگر مسجد میں جماعت مختار وقت سے مؤخر کی جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کو وقت پر ادا کرنا ضروری ہے اور مسلسل مختار وقت سے تاخیر جائز نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آپ کا ایسے لوگوں سے پالا پڑ سکتا ہے، جو اصل وقت سے ہٹ کر نماز ادا کریں گے، اگر ایسا ہو جائے تو آپ اصل وقت پر گھر میں نماز پڑھ لینا، پھر نفل کی نیت سے ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٣٧٩/١، سنن ابن ماجه : ١٢٥٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۳۱) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۴۰) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس وقت آپ کا طرز عمل کیا ہوگا، جب امرا نمازیں تاخیر سے ادا کریں گے؟ عرض کیا آپ ہی راہنمائی فرما دیں! فرمایا: نماز اپنے وقت پر ادا کر لیجئے، بعد

میں ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا، وہ آپ کے لئے نفل ہو جائے گی۔''

(صحیح مسلم : ٦٤٨)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

''نماز کو مردہ کرنے سے مراد نماز کی تاخیر ہے، یعنی وہ نماز کو بے روح کر دیں گے، تاخیر وقت کا مطلب مختار وقت سے موخر کرنا ہے نہ کہ نماز کا کل وقت ضائع کر کے پڑھنا، کیوں کہ ہر دور کے حکمران نماز کو مختار وقت سے لیٹ کرتے آئے ہیں، ایسا نہیں تھا کہ کل وقت کو ضائع کر کے پڑھتے ہوں۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد جلد ہی امور حکومت ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائیں گے، جو سنتوں کو مٹائیں گے اور بدعات زیر عمل لائیں گے، نماز تاخیر سے ادا کریں گے، عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میرا ان سے واسطہ پڑ جائے، میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ام عبد کی اولاد! مجھ سے پوچھتے ہو! آپ بتلائیں کہ خود کیا کرو گے؟ یاد رکھیو! اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔''

(مسند الإمام أحمد وزوائدهٗ : ٣٩٩/١، سنن ابن ماجه : ٢٨٦٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے لیٹ کر کے پڑھنے والا اللہ کا نافرمان ہے، تو نافرمانوں کی اقتدا میں نماز لیٹ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ بر وقت ادا کرنی چاہیے۔

سوال: نماز جمعہ کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز جمعہ کا وقت وہی ہے، جو نماز ظہر کا ہے، زوال آفتاب کے بعد۔

سوال: کیا نماز ظہر کے بعد نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، ادا کیے جا سکتے ہیں۔

سوال: کیا نصف رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: عشاء کا مختار وقت نصف رات تک ہے، اس کے بعد فجر تک غیر مختار وقت ہے، جان بوجھ نصف رات سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

❀ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةَ الْأُخْرٰى .

''کوتاہی یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی نہ ہو، یہاں تک کہ اگلی نماز کا وقت داخل ہو جائے۔''

(صحيح مسلم :681)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز عشاء کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ لَوْ طَهُرَتْ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي وَجَبَتْ عَلَيْهَا صَلَاةُ الْعِشَاءِ، وَاخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ الْمَغْرِبِ، فَلَوْ لَمْ يَكُنِ الْوَقْتُ بِاقِيًا لَمَا وَجَبَتِ الْعِشَاءُ .

''صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع ہے کہ حائضہ اگر طلوع فجر سے پہلے پہلے پاک ہو جائے، تو اس پر نماز عشاء فرض ہے، مغرب کے متعلق اختلاف ہے۔ اگر طلوع فجر تک عشاء کا وقت باقی نہ ہو، تو نماز عشاء کی ادائیگی واجب کیسے؟''

(التّبيه على مشكلات الهداية :458/1)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ السَّلَفِ أَنَّهٗ يَبْقٰى إِلٰى طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''سلف کا اجماع ہے کہ نماز عشاء کا وقت طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔''

(تبيين الحقائق : 81/1، درر الحكام لملا خسرو : 51/1)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا إِفْرَاطُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ؟ قَالَ : طُلُوعُ الْفَجْرِ .

''نماز عشاء کی ادائیگی میں کوتاہی کیا ہے؟ فرمایا: طلوع فجر۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ نماز عشاء کا افضل وقت نصف رات ہے، نصف رات کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا کوتاہی شمار ہوگی، البتہ طلوع فجر سے پہلے پہلے نماز عشاء پڑھ لی جائے، تو ادائیگی ہو جائے گی، کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ ایک نماز کا وقت دوسری نماز تک ہوتا ہے، سوائے نماز فجر کے، اس کا وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

(سوال): کیا بارش کی صورت میں دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں؟

(جواب): بارش میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے:

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ عُلَمَاءُ الْحِجَازِ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ جَائِزٌ .

''علمائے حجاز کا اتفاق ہے کہ بارش میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔''

(صحيح ابن خُزيمة : 85/2)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو بغیر کسی خوف اور بارش (ایک روایت میں بغیر کسی خوف اور سفر) کے جمع کیا۔ (سعید بن جبیر کہتے ہیں:) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر مشقت نہ ہو۔''

(صحيح مسلم : 705)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَع رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا؛ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

''میں نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات اور مغرب وعشا کی سات رکعات جمع کر کے پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : 543، 1174، صحيح مسلم : 55/705)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جن دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے، وہ نہ خوف کی وجہ سے تھیں، نہ بارش کی وجہ سے۔ اس حدیث سے امام احمد رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ خوف اور بارش میں تو بالاولیٰ نمازیں جمع ہوں گی۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امور میں نمازوں کو جمع کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔ یہ تنبیہ بالفعل کی قبیل سے ہے۔ جب خوف، بارش اور سفر کے بغیر درپیش مشقت کو ختم کرنے کے لیے دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، تو ان اسباب کی

مشقت کوختم کرنا تو بالا ولی جائز ہوگا،لہٰذا خوف، بارش اور سفر کی بنا پر نمازوں کو جمع کرنا دیگر امور کی بنا پر جمع کی نسبت اولیٰ ہوگا۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 76/24)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جب بارش والی رات ہوتی،تو ہمارے امرا مغرب کو تاخیر سے ادا کرتے اور شفق (سرخی) غائب ہونے سے پہلے عشا کے ساتھ جمع کر لیتے۔ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ ہی نماز پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں ایسی رات میں امرا کے ساتھ مغرب وعشا کو جمع کرتے تھے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك : 331، السّنن الكبرٰی للبیهقي : 168/3، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ ہشام بن عروہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ابان بن عثمان رحمہ اللہ کو بارش والی رات مغرب وعشا کی نمازوں کو جمع کرتے دیکھا۔عروہ بن زبیر،سعید بن مسیّب،ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شَیبة : 234/2، السّنن الكبرٰی للبَیهقي : 168/3، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو امرا کے ساتھ بارش والی رات میں مغرب وعشا کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شیبة : 234/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابومودود،عبدالعزیز بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے ابوبکر بن محمد رحمہ اللہ کے ساتھ مغرب وعشا کی نماز پڑھی، انہوں نے بارش والی رات میں دونوں نمازوں کو جمع کیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 234/2، وسندهٗ حسنٌ)

۞ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْجَمْعَ لِلْمَطَرِ مِنَ الْأَمْرِ الْقَدِيمِ، الْمَعْمُولِ بِهٖ بِالْمَدِينَةِ زَمَنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مَعَ أَنَّهٗ لَمْ يُنْقَلْ أَنَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنْكَرَ ذٰلِكَ، فَعُلِمَ أَنَّهٗ مَنْقُولٌ عِنْدَهُمْ بِالتَّوَاتُرِ جَوَازُ ذٰلِكَ.

''ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا ایسا معاملہ ہے جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اس پر صحابہ وتابعین کرام کے دور میں مدینہ میں بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی ایک بھی صحابی سے اس پر اعتراض کرنا منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ وتابعین سے بالتواتر اس کا جواز منقول ہے۔'' (مجموع الفتاوٰی : 83/24)

۞ مولانا عبدالشکور لکھنوی، فاروقی لکھتے ہیں:

''امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے، تو جائز ہے۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص : 150)

یاد رہے کہ بارش کی صورت میں جمع تقدیم وتاخیر، دونوں جائز ہیں۔ تقدیم میں زیادہ

آسانی ہے، نیز جمع صوری کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

سوال: مسجد کے فرش پر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا جنبی اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: جنبی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا، البتہ اگر اذان مسجد سے باہر کہی جائے، تو جنبی بھی کہہ سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص ایک مسجد میں اذان کہتا ہے اور دوسری مسجد میں امامت کراتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا، کیا وہ گھر میں اذان کہہ کر جماعت کرا سکتا ہے؟

جواب: اگر اذان کی آواز اس کے گھر تک پہنچتی ہے، تو وہی کافی ہے، ورنہ گھر میں اذان کہہ کر جماعت کرا سکتا ہے۔

سوال: کیا جنبی اذان کا جواب دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، دے سکتا ہے۔

سوال: جس شخص پر غشی طاری ہو، اس کے سامنے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: اگر شیاطین کی وجہ سے غشی طاری ہے، تو اس کے سامنے اذان کہنا درست ہے، کیونکہ شیاطین اذان کی آواز سے بھاگتے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ.

''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

❀ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَحَسَّ بِالْغُولِ أَوْ أَشْرَفَ عَلَى الْمَصْرُوعِ، ثُمَّ أَذَّنَ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب کوئی آدمی جن بھوت محسوس کرے یا کسی ایسے شخص کے قریب ہو، جس میں جن داخل ہو گیا ہو، پھر وہ (اس کے قریب) اذان دے، تو جن بھوت کا اثر جاتا رہے گا۔''

(مستخرج أبي عوانة، تحت الحديث : 977)

سوال: کیا اذان کی طرح اقامت کا بھی جواب دینا چاہیے؟

جواب: اقامت کا جواب نہیں، صرف اسے سننا چاہیے۔

سوال: کیا اقامت کے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا جائز ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ اس بارے میں سنن ابی داود (۵۲۸) میں روایت آتی ہے، اس کی سند ضعیف ہے۔

① محمد بن ثابت عبدی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المَجموع للنّووي : 212/2)

② رجل من اہل شام مبہم ونامعلوم ہے۔

(سوال): بوقت ضرورت ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان کہنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا اذان بائیں طرف اور اقامت دائیں طرف کھڑے ہو کر کہنے کی کوئی حقیقت ہے؟

(جواب): کوئی حقیقت نہیں۔

(سوال): کیا مؤذن بارش والے دن اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے کلمات کہے گا؟

(جواب): بارش والے دن مؤذن حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے کلمات نہیں کہے گا، بلکہ ان کی جگہ اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُم، اَلصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ یاصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کے کلمات کہے گا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا:

إِذَا قُلْتَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، فَلَا تَقُلْ : حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ : «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُم» قَالَ : فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَاكَ، فَقَال : أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا، قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ .

جب آپ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ کہہ لیں، تو اس کے بعد حي علی الصلوۃ نہ کہیں، بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہیں۔ لوگوں کو عجیب لگا، فرمایا: یہ کام تو مجھ سے بہتر ہستی نے کیا ہے۔ اگر چہ جمعہ واجب ہے، لیکن میں آپ کو مشقت اور حرج میں نہیں ڈالنا چاہتا کہ آپ کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آئیں۔''

(صحيح البخاري: 901، صحيح مسلم: 699)

(سوال): اگر بغیر اقامت کے جواب کرادی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

(سوال): کیا خشک سالی یا طاعون کے موقع پر اذان دینا جائز ہے؟

(جواب): خشک سالی، طاعون یا کسی وبا کی صورت میں انفرادی یا اجتماعی اذان کا کوئی ثبوت نہیں۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کی زندگیوں میں اس کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔ فقہائے احناف بھی اس سے ناواقف ہیں۔

اس حوالے سے کچھ عمومی احادیث بھی بیان کی جاتی ہیں، مگر وہ ساری کی ساری ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔

(سوال): قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے، تو کیا کرے؟

(جواب): اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

(سوال): اذان میں اشهدان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کیسا ہے؟

(جواب): اذان کا جواب دینا مشروع و مستحب ہے۔ جو جواب نہیں دے رہا، وہ نبی کریم ﷺ کا نام سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا۔ اذان سننے والے کو چاہیے کہ اذان کا جواب

دے اور آخر میں درود پڑھے۔

سوال: اذان کے بعد درود شریف اور دعا پڑھتے وقت ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھنا چاہیے۔

سوال: نماز شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں۔ تکبیر کہہ کر نماز شروع کردے۔

سوال: اگر کوئی شخص قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت کی طرف متوجہ ہو کر اذان کہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اذان ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: کیا اذان سن کر فوراً مسجد کی طرف چلنا ضروری ہے؟

جواب: جلدی مسجد کی طرف جانا مستحب ہے، البتہ جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص اذان سن کر کچھ تاخیر سے مسجد جاتا ہے، مگر جماعت میں شامل ہو جاتا ہے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

سوال: کیا دوسری صف والا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟

جواب: اقامت کسی صف سے بھی کہی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا جمعہ کی پہلی اذان کے بعد بھی درود اور دعا پڑھی جائے گی؟

جواب: جی ہاں۔ دونوں اذانوں کے بعد درود اور دعا پڑھی جائے گی۔

سوال: نابینا آدمی کا اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جب نابینا امامت کرا سکتا ہے، تو اذان اور اقامت بالاولیٰ کہہ سکتا ہے، بشرطیکہ اسے کوئی وقت کی راہنمائی کرنے والا ہو۔